بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٞ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ١٠٤﴾ [آل عمران: ١٠٤]

مولانا عبداللطیف مدنی صاحب اڈوپی

اور

جامعہ دار السلام عمرآباد کا دفاع

از قلم: فضیلۃ الشیخ ابواحمد کلیم الدین یوسف حفظہ اللہ

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

شعبہ نشر واشاعت: مرکز السلف للدعوۃ والارشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند دنوں قبل دوماہی مجلہ "منہج سلف" جلد 3 اور شمارہ گیارہ میں میرا ایک مضمون بعنوان **"موازنہ جامعہ دار السلام عمرآباد اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کتنی حقیقت کتنا فسانہ"** شائع ہوا، جس کے بعد مختلف جہات سے لوگوں کا اس پر رد آیا جو کہ طبعی امر تھا، لیکن کوئی ایک مضمون بھی ایسا نہیں تھا جو میرے مضمون میں اٹھائے گئے اشکال کا علمی اور مدلل جواب دے، بلکہ ان مضامین نے سلف صالحین کے اجماع کو ہی کمزور کرنے کی کوشش کی، اہل بدعت کی جزئی توقیر کی وکالت بھی کی جسے آپ قارئین ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے ان شاءاللہ۔

قارئین کرام: کسی مسئلہ میں رد وقدح کا مقصد کسی کی ذاتیات اور ادارے پر کیچڑ اچھالنا مقصود نہیں ہوتا، اس کا مقصد صرف اور صرف خیر خواہی ہوتی کہ جن امور میں لوگوں سے منہج سلف صالحین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اس کی اصلاح کی جائے اور بدعت کو سنت اور منہج سلف کی مخالفت کو ان کی موافقت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے، اور شرعا ہر مسلمان کی ذمہ داری کتاب وسنت بفہم سلف امت پر عمل کرنا ہے اور صرف اسی کی طرف دعوت دینا ہے، بدعت یا بدعتی کو ایک فیصد بھی قبول نہیں کرنا ہے، بلکہ اس پر ہمیشہ رد کرتے

رہنا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے ہر خطبے میں بدعات پر رد کرتے تھے حالانکہ ان کے زمانے میں بدعت کا وجود بھی نہیں تھا، نیز بدعات پر رد کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ والے اسلام کی اصلی شکل وصورت کی حفاظت ہوتی رہے، اور یہ کام سلفی یعنی اہل حدیث حضرات بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

چونکہ انسان خطا ونسیان اور غفلت وتساہل کا مرکب ہے، اس لئے کبھی فہم میں، تطبیق میں یا بیان میں غلطی ولغزش ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں ایک مسلمان بالخصوص اہل حدیث ہونے کے ناطے یہ واجب ہوتا ہے کہ اس غلطی اور لغزش کی تردید کی جائے، صحیح بات سامنے رکھی جائے، اور سامنے والے کو بھی چاہیے کہ حق کو حق پیرائے میں قبول کریں، بے جا تاویل کر کے حق کو بدنما نہ بنائیں، کیونکہ الرجوع الى الحق خير من التمادى فى الباطل.

اس لئے اگر کوئی کسی پر رد کرے تو اس کے رد کو اس وقت تک نصح وخیر خواہی پر ہی محمول کرنا چاہیے جب تک کہ رد کرنے والا کسی دوسرے امر کی صراحت نہ کردے..
والله من وراء القصد.

قارئین کرام: بدعت جملہ منکرات میں سے ہے، اور بدعت واہل بدعت پر رد کرنا نہی عن المنکر جیسے فریضہ کا لازمی جزو ہے، اگر تسامح، اخوت، تالیف قلب اور اتحاد واتفاق کے پیش نظر بدعت اور اہل بدعت پر رد کرنا چھوڑ دیا جائے تو اسلام کی اصل صورت مسخ ہو کر رہ جائے گی، اور نہیں عن المنکر جیسے فریضہ سے بھی پہلو تہی ہو گی جس کے نتیجہ میں عذاب الہی

کے نزول کا خوف ہے، بلکہ بدعت کے پھیلنے کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ بدعت اور اہل بدعت پر رد کرنا چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:((إذا ظهرت البدع فلم ينكرها أهل العلم صارت سنة)) .

جب بدعتوں کا ظہور ہو اور اہل علم اس پر رد نہ کریں تو وہ بدعتیں سنت کا مقام لے لیتی ہیں، (یعنی لوگ اسی حق اور سنت سمجھنے لگتے ہیں)۔ (شرف أصحاب الحدیث: ص:17)

نیز بدعت اور اہل بدعت پر رد کرنا شرعا واجب ہے، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ائمہ بدعت وضلالت کی گمراہیوں اور کتاب وسنت کے مخالف اقوال پر رد کرنا اور امت کو اس سے آگاہ کرنا نیز ان بدعات اور بدعتیوں سے بچنے کی تلقین کرنا بالاتفاق جائز ہے، حتی کہ امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو نماز واعتکاف جیسی عبادت کرتا ہے وہ آپ کے نزدیک بہتر ہے یا وہ جو بدعتیوں پر رد کرتا ہے؟ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: نماز واعتکاف جیسی عبادت کرنے والا صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچاتا ہے، جب کہ اہل بدعت پر رد کرنے والا پورے مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، امام احمد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعتیوں پر رد کرنے کا فائدہ تمام مسلمانوں کیلئے عام ہے، بلکہ یہ جہاد کے قبیل سے ہے))۔ (مجموع الفتاوی :5/110)

شیخ صالح بن عبد العزیز آل الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((بدعتیوں کی بدعت صغیرہ ہو یا کبیرہ، ان کے ساتھ رہنا، ان کی بدعتوں پر خاموش رہنا، ان سے انس و محبت رکھنا، ان سے دوری اختیار نہ کرنا اور نہ ہی کسی صورت میں اب کی بدعت پر رد کرنا یہ اہل ضلال اور گمراہوں کا شیوہ اور طریقہ ہے.... آج کے زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں لوگ بہت تساہل برتتے ہیں، بہت سے لوگ دینی، دنیوی یا دعوتی مصلحت بتا کر بدعتیوں سے دوری اختیار نہیں کرتے، یہ بہت سنگین امر ہے، اس فکر سے بچنا بہت ضروری ہے، کیونکہ بدعتیوں سے دور رہنا واجب ہے، چنانچہ دعوتی مقاصد کی خاطر یا دنیوی مقصد کی غرض سے بدعتیوں کی قربت اور ان سے میل جول رکھنا ہرگز جائز نہیں، نیز مصلحت کا بہانا بنا کر بدعت اور بدعتیوں پر رد کرنے سے پرہیز کرنا بھی جائز نہیں الا یہ کہ انہیں بدعت سے سنت کی طرف لانے کا مقصد ہو تو ان پر انکار کے ساتھ ان کی اصلاح کی بھی کوشش کی جائے گی۔ (شرح لمعۃ الاعتقاد-ص:151-152-　بتصرف یسیر)

اس مختصر تمہید کے بعد عرض یہ ہے کہ اہل حدیثوں کے نزدیک بالاتفاق دیوبندی، جماعت اسلامی، اور وحید الدین خان وغیرہم کی جماعت بدعتی ہے، اور مولانا مودودی، سید قطب، وحید الدین خان اور ان جیسے لوگ ائمہ بدعت وضلالت ہیں، کم از کم ایک صحیح العقیدہ اہل حدیث اس بات کی نفی اور انکار نہیں کر سکتا، علمائے اہل حدیث نے بیسیوں کتابیں دیوبندی و تبلیغی، جماعت اسلامی اور مولانا مودودی وغیرہم کے رد میں لکھی

ہیں، اور تقریبا سب نے ان جماعتوں اور ان کے رؤسا جیسے مولانا مودودی وغیرہ کو گمراہ بتایا ہے۔

نیز متذکرہ بالا ائمہ بدعت وضلالت نے اہل سنت والجماعت کی مخالفت ان اصول میں کی ہے جن پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔

اب ایسے ائمہ بدعت وضلالت اور ان کی گمراہ جماعتوں اور فرق باطلہ پر رد کرنا تو شرعی مقاصد میں سے ہے، بلکہ نفلی عبادات سے بہتر عمل ہے، اور ان تمام بدعت وضلالت کے ائمہ اور ان کی جماعت پر رد کرنے پر سلف صالحین کا اتفاق ہے۔

لیکن میری سابقہ تحریر پر عمر آباد کے دفاع میں جن لوگوں کا رد آیا اس رد کو پڑھ کر اور سن کر کافی افسوس ہوا، ان تحاریر میں سب کچھ تھا لیکن میری تحریر پر علمی رد نہیں تھا، اس کا جواب کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال وآثار کی روشنی میں نہیں دیا گیا تھا، بلکہ اس کی کوشش تک نہیں کی گئی تھی، پوری کوشش اس بات پر صرف کی گئی تھی کہ لکھنے والے کو غالی و متشدد اور تبدیع وتفسیق کرنے والا ثابت کیا جائے، بدعتیوں سے تشبیہ دی جائے وغیرہ وغیرہ۔

لطف کی بات یہ کہ جنہیں اعتدال ووسطیت کا دعویٰ ہے وہ اپنے غیر علمی مضمون میں راہ اعتدال سے بھٹکتے نظر آئے، اور کنایہ واشارہ میں ذاتیات سے کھیلتے نظر آئے، ان کی طرز نگارش کہیں سے بھی "راہ اعتدال" کی ترجمان نظر نہیں آئی، چنانچہ ان کے مضامین

میں: "غالی، متشدد اور سطحی انداز فکر... جہالت، تعصب اور خود پسندی... فتنہ ...غالی سلفی..." جیسے غیر متوازن الفاظ کی موجودگی ان کے مزعومہ اعتدال کے دعویٰ پر زور دار طمانچہ ہے،اور ساتھ ہی کاتب مضمون کی جارحیت کا غماز بھی ہے...

یہ طعن وتشنیع، ہمز ولمز، سب وشتم تو سب کر سکتے ہیں سڑک چھاپ سے لے کر ہر چھاپ تک، لیکن علمی اور مدلل بات صرف اہل علم اور طلبہ علم کے ہی نصیبے میں آتا ہے.

اب ہم بعون اللہ تعالیٰ وتوفیقہ تفصیلی طور پر ان کے شبہات واعتراضات کا جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں.

1- مضمون نگار نے اپنے مضمون کو: "سلفیت کے نام پر غلو اور فکری انحراف کے بعض کمزور اصول قواعد" کے عنوان سے موسوم کیا۔

لیکن چند سطر کے اس پورے مضمون میں ہمیں کہیں بھی سلفیت کے نام پر غلو کی نشاندہی اقوال سلف صالحین کی روشنی میں نہیں ملی،اور ہم نے اپنے مذکورہ بالا مضمون میں سلف صالحین کے دو اجماعی قاعدوں کا ذکر کیا تھا:

پہلا قاعدہ: اہل بدعت سے علم حاصل کرنے کا حکم.

دوسرا قاعدہ: اہل بدعت کی کتابوں کو پڑھنے کا حکم.

مضمون نگار اپنے پورے مضمون میں ان دونوں قواعد کی کمزوری کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا، جب کہ یہی دونوں قاعدے میرے مضمون کے "بیت القصید" ہیں.

مضمون نگار کو چاہیئے تھا کہ ان مذکورہ دونوں قاعدے کی تغلیط، مدلل سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں کرتے، لیکن لفظوں کی ادھیڑپن اور صفحات سیاہ کرنے کے سوا مضمون میں کچھ بھی نہیں۔

2- مضمون نگار فرماتے ہیں:..."یہ غالی، متشدد، اور سطحی اندازِ فکر، سلفیت کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی غلط ترجمانی کا سبب بھی بن رہا ہے..."۔

سوال یہ ہے کہ جامعہ دار السلام عمرآباد کے متعلق جو مضمون لکھا گیا ہے اور اس میں غلو کا کون سا پہلو ہے؟ نیز تشدد کی جھلک کہاں ہے؟ کس بات سے سلفیت کی جڑ کھوکھلی ہو رہی ہے؟اور کس معاملے میں سلفیت کی غلط ترجمانی ہو رہی ہے؟

کیا سلف کا اجماعی اصول کہ اہل بدعت سے علم حاصل کرنا درست نہیں نیز اہل بدعت کی کتابوں کو پڑھنا جائز نہیں؛ غلو و تشدد پر مبنی ہیں؟ کیا یہ اصول سلفیت کی جڑوں کو کھوکھلی کر رہے ہیں؟ یا سلفیت کی غلط ترجمانی کر رہے ہیں؟

یہ طنز و تعریض اور اتہام والزام مجھ جیسے کمزور پر ہے یا پھر صحابہ و سلف صالحین کی جماعت پر؟

یہ اصول میرے بنائے ہوئے نہیں ہیں، اور نہ ہی میں نے آپ کی طرح کوئی ذاتی تجربہ کیا ہے، یہ قواعد واصول تو سلف صالحین نے کتاب وسنت کی روشنی میں اخذ کئے ہیں، پھر اس پر چیں بہ جبیں ہونے کا کیا مقصد؟

آپ قلم وقرطاس پر زور آزمانے کے بجائے عقیدے کے متعلق سلف صالحین کی کتابیں پڑھ لیتے تو آپ کے اشکالات کا ازالہ ہو جاتا، اور لاشعوری طور پر بین السطور سلف کی اجماع کی مخالفت پر مجبور نہ ہونا پڑتا...

3- مضمون نگار فرماتے ہیں: "یہ گروہ فہمِ سلف کے بجائے فہمِ نفس، تحقیق کے بجائے تقلیدِ نفرت، اور حکمت کے بجائے تیزی وتندی کو دعوتی شعار بنا چکا ہے"۔

فہم سلف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قائل جس امر کا دعویٰ کرے اس پر سلف صالحین کے اقوال وآثار پیش کرے، اور فہم نفس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ: قائل اقوال وآثار سلف پیش کرنے کے بجائے مخاطب کو ہمز ولمز کا شکار بنائے، اپنا ذاتی تجربہ پیش کرے، فلاں ادارے اور شخصیات کا سہارا لے... سب کچھ کرے لیکن اپنے موقف پر سلف صالحین کے اقوال وآثار نہ پیش کر سکے۔ رمتنی بدائها وانسلت...

مضمون نگار کے یہاں متذکرہ امر کی کثرت ہے پھر بھی انہیں دعویٰ ہے کہ وہ فہم سلف پیش کر رہے ہیں، معلوم نہیں کہ سلف صالحین کی کس کتاب میں یہ فہم موجود ہے؟

4- مضمون نگار فرماتے ہیں: "پہلا انحراف: فہمِ کلام میں تحریف اور مرادِ متکلم سے غفلت، یہ گروہ کسی بھی عبارت، تقریر یا تحریر میں وہی مفہوم دیکھتا ہے جو اس کے پہلے سے قائم شدہ نظریہ سے موافق ہو۔ کسی علمی مضمون یا ادارہ جاتی سرگرمی کو پڑھتے یا سنتے وقت وہ مخاطب کی مراد کو سمجھنے کے بجائے، اپنی سمجھ کو اس پر تھوپتا ہے۔ اگر صاحبِ کلام خود وضاحت کرے کہ "میری مراد یہ نہیں"، تو بھی یہ لوگ مصر رہتے ہیں کہ "جو ہم نے سمجھا وہی صحیح ہے۔"۔

اہل علم کی روش یہ کبھی نہیں رہی کہ وہ اپنے مخاطب یا مخالف پر بے جا الزامات و اتہام تھوپتے ہیں، بلکہ حقائق کی روشنی میں ان پر رد کرتے ہیں، مضمون نگار کا غصہ اور ان کا ٹمپریچر مندرجہ بالا اقتباس میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے کلام میں تحریف کا الزام لگایا ہے، نیز عدم فہم کا طعنہ بھی دیا ہے، جب کہ میں نے اپنے مضمون میں جو اقتباس بھی نقل کیا ہے مکمل نقل کیا ہے یا طویل اقتباس کا اختصار کرکے اصل مرجع کی طرف احالہ کیا ہے، اب ان پر واجب تھا کہ میری اس تحریف کی وضاحت کرتے اور اس کی تصویب کرکے مجھ پر رد کرتے، لیکن ان کے پورے مضمون میں تحریف کی نشاندہی کہیں نہیں ملے گی چہ جائیکہ اس کی تصویب ہو، کیا یہ افترا پردازی اور بہتان نہیں؟

کیا اہل علم اور طالب علم کا یہی شیوہ ہے۔۔؟

دوسری بات جو محولہ بالا اقتباس سے مترشح ہوتی ہے کہ میں نے سلف صالحین کے اقوال کو اور جامعہ دار السلام عمرآباد کے متعلق جو باتیں نقل کی ہے اس کو اپنی فہم کا جامہ پہنایا ہے، یہ بھی الزام ہی ہے، پتہ نہیں مضمون نگار کو علم سے کچھ سروکار بھی ہے یا نہیں، اور تعجب تو یہ ہے کہ یہ مدینہ منورہ سے فارغ ہیں لیکن عادتیں جامد مقلد والی ہیں کہ: دلائل براہین کا جواب علم و برہان سے نہیں دینا ہے بلکہ سامنے والے پر طنز و تعریض اور الزام کی اتنی بوچھار کردینی ہے کہ اس کی شخصیت مجروح ہو کر رہ جائے.

میں نے اپنے مضمون میں اہل بدعت سے علم حاصل نہ کرنے اور ان کی کتابوں کو نہ پڑھنے کے سلسلے میں متعدد اہل علم کے اقوال اور اجماع نقل کئے ہیں، ان سلف کے اقوال کو میں نے اپنی فہم کا جامہ پہنایا ہو یا میں نے اس میں خیانت و تحریف کی ہو تو اسے بیان کیا جاتا، اس کے خلاف اقوال و آثار سلف صالحین سے دلائل پیش کئے جاتے لیکن ایسا کچھ بھی دیکھنے کو نہیں ملا.. کیوں کہ: فاقد الشيء لا يعطيه ..

5- مضمون نگار فرماتے ہیں: "اس طرزِ فکر کی جڑ جہالت، تعصب، اور خود پسندی میں پیوست ہے۔ امام شاطبیؒ نے ایسے طرزِ فہم کو بدعت کا ذریعہ قرار دیا۔ وہ فرماتے ہیں: "من لم يُحِط بالمعاني ولم يتثبت في فهم مقاصد المتكلم فقد يُوقع في الغلط والبدعة"۔

مضمون نگار کی ترش کلامی کا جواب اوپر گذر چکا ہے، در اصل مضمون نگار کے نزدیک یہی اعتدال ہے کہ اپنے مخالف کو من بھر کر کوسو، پیٹ بھر کر اس پر طنز و تعریض کرو..

منظور یہ تلخی یہ ستم ہم کو گوارا

دم ہے تو مداوائے الم کرتے رہیں گے

اس کے بعد مضمون نگار نے امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے، لیکن تلاش بسیار کے باوجود امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کی کتابوں میں یہ قول اس لفظ کے ساتھ نہیں ملا، امانت علمی کا تقاضا تھا کہ مضمون نگار اس کا حوالہ دیتے، لیکن انہوں نے نہیں دیا، اور جس تحریف کا الزام انہوں نے میرے سر منڈھا ہے وہ شاید خود اس کا شکار ہو گئے ہیں...

میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ایک تو مضمون نگار نے امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کے قول کو اس کے اصل مصدر سے نقل نہیں کیا، دوسرا یہ کہ اس کا حوالہ نہیں دیا، اور تیسرا یہ کہ مضمون نگار امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کے اس قول کی اصل کو جاننے اور اس کے سیاق سباق کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی، امام شاطبیؒ رحمہ اللہ اس قسم کی بات اپنی کتاب "الموافقات" (5/142-147) میں اجتہاد کے احکام کے بیان میں نویں مسئلہ کے تحت کی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

((فيعرض فيه أن يعتقد في صاحبه أو يعتقد هو في نفسه أنه من أهل الاجتهاد وأن قوله معتد به، وتكون مخالفته تارة في جزئي وهو أخف، وتارة في كلي من كليات الشريعة وأصولها العامة، كانت من أصول الاعتقادات أو الأعمال؛ فتراه آخذا ببعض جزئياتها في هدم كلياتها حتى يصير منها إلى ما ظهر له ببادئ رأيه من غير إحاطة بمعانيها ولا راجع رجوع الافتقار إليها...

...ويكون الحامل على ذلك بعض الأهواء الكامنة في النفوس، الحاملة على ترك الاهتداء بالدليل الواضح واطراح النصفة والاعتراف بالعجز فيما لم يصل إليه علم الناظر ويعين على هذا الجهل بمقاصد الشريعة وتوهم بلوغ درجة الاجتهاد باستعجال نتيجة الطلب، فإن العاقل قلما يخاطر بنفسه في اقتحام المهالك مع العلم بأنه مخاطر...)).

امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کا یہ قول مقاصد شریعت اور اجتہادی امور کے متعلق ہے، اصل قول پر اور اصل مصدر پر عدم اطلاع کے سبب مضمون نگار نے اسے سلف صالحین کے اجماعی مسئلہ کے عدم فہم سے مرتبط کر دیا..

جب کہ یہ بدیہی امر ہے کہ جس مسئلہ میں سلف صالحین کا اجماع ہو اس میں سلف کا دوسرا موقف ممکن ہی نہیں، کیونکہ یا تو اجماع کا دعویٰ جھوٹا ہوگا یا پھر سلف کے اجماعی موقف کے خلاف جو موقف ہوگا وہ غیر سلفي یا بدعتی کا ہوگا، مسئلہ ہذا یعنی اہل بدعت سے علم حاصل نہ

کرنے اور ان کی کتابوں سے دوری اختیار کرنے کے سلسلے میں یہی ایک موقف ہے، پھر یہ کیسے کہا جاسکتا یہ طرز فکر جو ہم نے اختیار کیا ہے وہ بدعت کا ذریعہ ہے؟

شاید مضمون نگار کے فحوائے کلام کا ماحصل دبے لفظوں میں ہمارے اوپر بدعت کے ذرائع اختیار کرنے کا حکم لگانا ہے، کیا اس قسم کی باتیں اور تصرف غلو، تشدد اور انتہا پسندی اور تعصب کو مستلزم نہیں ہے؟

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی

وہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں تھی..

اب لگے ہاتھوں امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کا اہل بدعت کے تئیں موقف بھی ملاحظہ فرمالیں جس سے مضمون نگار نے شاید غیر دانستہ طور پر پہلو تہی کی ہے، امام شاطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((المشي إليه والتوقير له تعظيم له لأجل بدعته...فإن توقير صاحب البدعة مظنة لمفسدتين تعودان على الإسلام بالهدم، إحداهما: التفات الجهال والعامة إلى ذلك التوقير، فيعتقدون في المبتدع أنه أفضل الناس، وأن ما هو عليه خير مما عليه غيره، فيؤدي ذلك إلى اتباعه على بدعته; دون اتباع أهل السنة على سنتهم.

والثانية: أنه إذا وقر من أجل بدعته; صار ذلك كالحادي المحرض له على إنشاء الابتداع في كل شيء، وعلى كل حال، فتحيا البدع، وتموت السنن، وهو هدم الإسلام بعينه)).

بدعتی کی طرف جانے والا اور اس کی تعظیم کرنے والا اسلام کو منہدم کرنے میں اس بدعتی کا معاون وشریک ہے... نیز بدعتی کی تعظیم وتوقیر میں دو ایسی خرابی وبگاڑ کا خطرہ ہے جس سے اسلام منہدم ہوتا ہے، ان میں سے پہلی خرابی: بدعتی کی تعظیم وتوقیر جاہل اور عوام الناس کی توجہ اس بدعتی کی طرف مبذول کرے گی، اور اس تعظیم وتوقیر کے سبب لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ بدعتی لوگوں میں افضل ہے، اور جن امور (کی وہ تعلیم دے رہا ہے اور جس دعوت کی نشر واشاعت کر رہا ہے) وہ بہتر ہے، بلکہ دوسرے کے مقابلے میں وہ بدعتی بہتر ہے (کیوں کہ علما وفضلا لوگ اس کی تعظیم وتوقیر کر رہے ہیں)، یہ چیز ان جہال اور عوام کو اس بدعتی کی اتباع کی ترغیب دے گی اور اہل سنت کی اتباع سے دور کرے گی...

دوسری خرابی وبگاڑ: جب اس بدعتی کی توقیر وتعظیم کی جائے گی تو.... بدعتیں زندہ ہوں گی اور اور سنتیں مردہ ہوں گی))۔　　[الاعتصام(151/1)].

نیز ایک مقام پر امام شاطبیؒ رحمہ اللہ امام ابو قلابہ رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

((لا تجالسوا أهل الأهواء، ولا تجادلوهم، فإني لا آمن أن يغمروكم في ضلالتهم ويلبسوا عليكم ما كنتم تعرفون)).

نہ اہل بدعت پاس بیٹھو اور نہ ہی ان سے مباحثہ و مناظرہ کرو، مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ بدعتی تمہیں اپنی گمراہی میں داخل نہ کر دے، اور جو تمہارے پاس صحیح علم و عقیدہ ہے اس کے متعلق تمہارے دل میں شکوک و شبہات نہ پیدا کر دے..

ابو قلابہ رحمہ اللہ کے اس قول پر امام شاطبیؒ رحمہ اللہ تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:

((ووجه ذلك ظاهر منبه عليه في كلام أبي قلابة، إذ قد يكون المرء على يقين من أمر من أمور السنة، فيلقي له صاحب الهوى فيه هوى مما يحتمله اللفظ لا أصل له، أو يزيد له فيه قيدا من رأيه، فيقبله قلبه، فإذا رجع إلى ما كان يعرفه; وجده مظلما; فإما أن يشعر به; فيرده بالعلم، أو لا يقدر على رده، وإما أن لا يشعر به; فيمضي مع من هلك)).

ابو قلابہ رحمہ اللہ کی بات بالکل واضح ہے، وہ یوں کہ اہل سنت کا کوئی فرد صحیح عقیدہ و سنت پر یقین واعتماد کے ساتھ قائم اور عمل پیرا رہتا ہے، اور جیسے ہی اس کی ملاقات کسی بدعتی سے ہوتی ہے وہ ملمع سازی سے اپنی بدعت کو ایسے پیش کرتا ہے کہ اس کا یقین متزلزل ہو جاتا ہے، اس کے نزدیک نور سنت اور عقیدہ صحیحہ کہ چمک ماند پڑنے لگتی ہے، اگر اس سنی کو اس کا شعور ہو جائے اور وہ علم و عقیدہ صحیحہ سے لیس بھی ہے تو وہ علم و عقیدہ صحیحہ سے اس کا مقابلہ

کرتا ہے، اور اگر اس کا شعور واحساس نہ ہو اور نہ ہی اس کے پاس پختہ علم ہو تو وہ اس بدعتی کے شبہات کے چکر میں پڑ کر برباد ہو جاتا ہے۔[الاعتصام(173/1)]

مزید امام شاطبیؒ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

((إن فرقة النجاة وهم أهل السنة مأمورون بعداوة أهل البدع، والتشريد بهم، والتنكيل بمن انحاش إلى جهتهم بالقتل فما دونه، وقد حذر العلماء من مصاحبتهم ومجالستهم)).

فرقہ ناجیہ ہی اہل سنت ہیں، اور انہیں اس بات کا حکم ملا ہے کہ وہ اہل بدعت سے عداوت ودشمنی رکھیں، اور انہیں (سلفیوں کے درمیان سے) بھگائیں، اور جو ان بدعتیوں کی قربت اختیار کرے انہیں قتل یا اس سے نچلے درجے کی سزا دیں، علمائے کرام نے ان کی صحبت اختیار کرنے سے، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع کیا ہے۔[الاعتصام(159/1)]

مولانا مودودی، سید قطب، وحید الدین خان، امین احسن اصلاحی، اشرف علی تھانوی، اور ان جیسے اہل بدعت جو محض بدعتی نہیں تھے بلکہ بدعات وضلالات کے محرک و داعی اور اس کے محافظ تھے، ان لوگوں نے سنت، صحابہ کرام، سلف صالحین اور پوری شریعت اسلامیہ کے تئیں عوام کی سوچ کا پیمانہ بدل دیا، ان کے لٹریچر پڑھ کر لوگ، بدعات کو سنت سمجھنے لگے، انکار سنت کو تحقیق جاننے لگے، خارجیت واعتزال کو حق پرستی سے تعبیر کرنے لگے، اور تحقیق کے نام پر بعض صحابہ کرام سے تبرا اور ان پر سب وشتم کو عین انصاف باور

کرنے لگے، ان لوگوں کی اور ان جیسے دیگر اہل بدعت وضلالت کی کتابوں کو پڑھنے کی ترغیب جامعہ دار السلام عمر آباد میں دی جاتی ہے جس کا حوالہ پچھلے مضمون میں دیا چکا ہے.

امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کے متذکرہ بالا تینوں اقوال کو مد نظر رکھیں اور غور فرمائیں کہ جب بدعتی کے پاس جانا اور ان کے پاس بیٹھنا اور ان کی ہم نشینی اختیار کرنا اس بدعتی کی تعظیم و توقیر ہے اور اسلام کے منہدم کرنے کا ذریعہ ہے تو پھر اس قسم کے بدعتیوں کی کتابوں کی مجالست اختیار کرنا، اسے بغرض استفادہ پڑھنا، نیز چھ سے آٹھ سال کی مدت تک ان کی کتابوں کو پڑھنے کی ترغیب دینا کیا کہلائے گا؟

بلکہ امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کے نزدیک تو ان بدعتیوں کی طرف داری کرنے والا اور ان کا ساتھ دینے والا سزا کا مستحق ہے.

کیا امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کا کلام ان مذکورہ بالا بدعتیوں پر منطبق نہیں ہوگا؟

جبکہ مضمون نگار کا طرز عمل تو یہی بتا رہا ہے کہ:

ہمارے منہ سے جو نکلے وہی صداقت ہے

جب کہ صداقت یہ ہے کہ ہر امر پر کتاب وسنت یا سلف صالحین کے اقوال نقل کئے جائیں، ان کے آثار کا حوالہ دیا جائے، اپنی بات کو دلائل وبراہین سے مزین کیا جائے، لیکن

مضمون نگار کے پورے مضمون میں "تجرد" اور "الوصول الی الحق" کے جذبہ کا شائبہ تک نہیں دکھا..

6- مضمون نگار فرماتے ہیں: "اسی طرزِ فکر کا نتیجہ ہے کہ بعض افراد جامعہ دارالسلام عمرآباد جیسے خالص سلفی ادارے پر بھی الزام تراشی کرتے ہیں، اس ادارے سے وابستہ علما، اساتذہ، طلبہ اور قدردان مسلسل وضاحت کرتے ہیں کہ وہ بدعت کے حامی نہیں، لیکن یہ گروہ اس وضاحت کو سننے اور ماننے کے لیے تیار نہیں"۔

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ ہم نے جامعہ دار السلام عمرآباد پر الزام تراشی کی ہے- حالانکہ مضمون نگار کی یہ بات بذات خود الزام و تہمت تراشی ہے- تطویل لا طائل اور تکرار بے جا سے بچتے ہوئے ہم قارئین کی خدمت میں اپنے مضمون کا لنک دیتے ہیں، قارئین مجلہ "منہج سلف" کے اس شمارہ کو ڈاؤن لوڈ کرکے اس کے پہلے مضمون کو پڑھ کر مضمون نگار کے مزعومہ دعوے کی حقیقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں:

https://salafimanhaj.info/2335/

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ اس ادارے کے علماء وغیرہ بار بار وضاحت کرتے آئے ہیں کہ وہ بدعت یا بدعتی کے حامی نہیں ہیں...

مضمون نگار کی یہ بات عربی میں "حیدہ" کہلاتی ہے، یعنی اصل موضوع سے ہٹ کر دوسرے موضوع کا ذکر چھیڑنا، ہم نے اپنے پورے مضمون میں کہیں یہ نہیں کہا کہ وہاں کے سلفی علما یا طلبہ بدعت یا بدعتی کی حمایت کرتے ہیں، یہ تو عجیب قسم کا استنباط ہے، میرے گذشتہ مضمون کا خلاصہ یہی ہے کہ: جامعہ دار السلام عمرآباد میں بدعتی اساتذہ کو بطور استاذ مقرر کیا جاتا ہے، بلکہ یہ اس جامعہ کا اصول ہے اور اس جامعہ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے جس کی وضاحت خود اس جامعہ کے بانی اول اور وہاں کے اساتذہ نے کی، اور اہل بدعت سے علم حاصل کرنے کا حکم سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں ہم نے بیان کیا، اور اس مضمون میں بھی اس حوالے سے سطور بالا میں چند باتیں آئی ہیں اور مزید آئیں گی ان شاءاللہ...

اب سوال یہ ہے کہ جب جامعہ کے بانیان اور وہاں کے بعض علما اس امر کی مکرر وضاحت کر رہے ہیں کہ دیوبندی و صوفی (اور بعد کے ادوار میں جماعت اسلامی) کے عقائد و افکار کے حامل اساتذہ کو وہاں بطور استاذ مقرر کرنا جامعہ کے اہم اور بنیادی مقاصد میں سے ہے تو پھر اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟

نیز یہ کہ جامعہ دار السلام عمرآباد میں مطالعہ کتب کا جو نصاب تیار کیا گیا اس میں سے 80 فیصد سے زائد کتابیں منحرفین، اہل بدعت و ضلالت اور ان کے ائمہ کی ہیں، اور اس بات کی مفصل وضاحت جامعہ دار السلام عمرآباد پر لکھے گئے پی ایچ ڈی کے رسالہ بعنوان "نقوش جامعہ" میں موجود ہے، جب کہ سلف صالحین نے من جملہ اجماعی طور پر اہل بدعت

کی کتابوں کو پڑھنے سے منع کیا ہے، کیا دن چڑھے سورج کی طرح اس حقیقت کا بھی انکار کیا جا سکتا ہے؟

مزید جانکاری اور وضاحت کیلئے نقوش جامعہ نامی کتاب کے (ص: 45-46) کا محمد عمر اور مولانا غضنفر حسین شاکر نائطی حنفی صاحب کا واقعہ ملاحظہ فرمالیں....

مزید محولہ بالا صفحہ میں آگے چل کر مولانا عبد السبحان اعظمی عمری کا یہ قول بھی ملاحظہ کرلیں کہ:

"اساتذہ فقہی اور سیاسی مسلک کے لحاظ سے مختلف الخیال ہیں... طلبہ میں حنفی، اہل حدیث اور شافعی تینوں ہیں، حنفی طلبہ کی تعداد اکثریت میں رہتی ہے....اور ہر کوئی... اپنے اپنے مسلک پر آزادی کے ساتھ عمل کرتا ہے.....

اس کے بعد بھی کسی وضاحت کی گنجائش باقی رہتی ہے؟

اب مضمون نگار کی بات مانی جائے یا پھر جامعہ کے بانی اور وہاں کے اساتذہ کی؟

یہ تو مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے.

7- مضمون نگار کا کہنا ہے کہ: "دوسرا انحراف: مقدم عقیدے کے لیے مؤخر دلیل، یہ بھی ایک فکری آفت ہے کہ پہلے کسی شخص یا ادارے کے خلاف منفی عقیدہ بنایا

جائے، پھر اس عقیدے کو درست ثابت کرنے کے لیے ادھورے جملے، سیاق سے کاٹے ہوئے اقتباسات، اور کمزور یا غیر معتبر اقوال کو بطور دلیل پیش کیا جائے، یہی روش اہلِ بدعت، روافض، خوارج، اور اہلِ تاویل کی رہی ہے، جو ہمیشہ "دلیل" کے نام پر من پسند مواد کو سیاق سے جدا کر کے پیش کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس پر فرماتے ہیں: "إذا اعتقد الرجل شيئاً، ثم طلب له الأدلة، وقع في الضلال."

یہی رویہ آج ان غالی افراد میں پایا جاتا ہے جو سلفیت کی نمائندگی کے نام پر فتنہ انگیزی میں مشغول ہیں"۔

اس اقتباس میں مضمون نگار نے اپنی مزعومہ اعتدال بے اعتدالی کا ثبوت دیتے ہوئے نفس موضوع سے ہٹ کر پہلے ہم پر نزلہ وزکام جھاڑا ہے، مکدر طبیعت اور بے چین دل کی صفائی کی ہے، زبان بے قرار کو قرار دیا ہے، اور اشارہ وکنایہ میں ہمیں روافض وخوارج کے طرز پر چلنے والا بتایا ہے، یہی ان کا اخلاق وعلم ہے جو انہوں نے اعتدال کے نام پر سیکھا ہے، وصدق القائل: كل إناء يترشح بما فيه.

جو تمویہ وملمع سازی مضمون نگار کے اس اقتباس میں ہے اس کی جرات دو ہی قسم کا شخص کر سکتا ہے، ایک یا تو سلف صالحین کے منہج سے ناواقف ہو تو عدم علم کی بنیاد پر اس طرح کی باتیں کرے گا، دوسرا وہ عالم وجانکار ہو لیکن معاند ہو، احقاق حق اور ابطال باطل کا قائل نہ

ہو، ہم چنیں دیگرے نیست خول پہنے ہوا ہو، ان کی پندار ہمہ دانی کے سامنے کوہ ہمالیہ کی بلند و بالا چوٹی خود کو بونا محسوس کر رہی ہو۔

اس مضمون میں اس امر کی متعدد مرتبہ تکرار ہو گئی کہ ہم نے اپنے سابقہ مضمون میں جامعہ دار السلام عمرآباد پر جو اشکال پیش کیا وہ یہ ہے کہ :

وہاں دیوبندی و صوفی اور اخوانی اساتذہ پڑھاتے ہیں اور وہ اہل حدیثوں کے نزدیک بالاتفاق اہل بدعت میں سے ہیں، اور سلف صالحین نے بالاجماع اہل بدعت سے علم حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے.

دوسرا اشکال تھا کہ : جامعہ دار السلام عمرآباد میں اہل بدعت و ضلالت کے ائمہ و رؤساء کی کتابیں پڑھنے کیلئے طلبہ کے مطالعہ نصاب میں داخل ہیں اور سلف صالحین نے من جملہ بالاجماع اہل بدعت کی کتابوں کو پڑھنے سے روکا ہے.

اور تیسرا پہلے دونوں اشکال کے زیر اثر تھا کہ :

جامعہ دار السلام عمرآباد کے پلیٹ فارم سے جس اعتدال کا دعوی کیا جاتا ہے در حقیقت وہ اعتدال نہیں، بلکہ اعتدال یہ ہے کہ اہل بدعت کے ائمہ رؤساء کو سلفی پلیٹ فارم سے دور رکھا جائے اور ان کی عوام کو اپنے یہاں صرف اور صرف سلفیت کی تعلیم کیلئے بلایا جائے، اور یہ نعرہ لگایا جائے کہ ہر کسی کو اپنے اپنے مسلک پر عمل کرنے میں آزادی نہیں ہو گی

بلکہ صرف اور صرف کتاب و سنت اور منہج سلف صالحین پر عمل کرنے میں آزادی ہوگی، کیونکہ منہج سلف صالحین ہی حق ہے باقی سب مناہج وافکار باطل ہیں اور ہر گمراہی کا پیش خیمہ ہیں.

اب متذکرہ بالا تینوں اشکالات اور اس کی تائید میں پیش کئے گئے سلف کے اقوال و آثار "استدل ثم اعتقد" کے زمرے میں آتا ہے یا "اعتقد ثم استدل" کے زمرے میں؟

اعتقد ثم استدل والی بات تو مضمون نگار پر مکمل طور پر فٹ آتی ہے، اور وہ اس طرح کہ انہوں اپنی بیش بہا مجتہدانہ صلاحیتوں کی بنیاد پر جامعہ دار السلام عمرآباد سے ان تمام اشکالات کی نفی کی اور اس کا اجمالی دفاع کیا، لیکن اس دفاع کیلئے انہیں کسی سلف صالحین کی ضرورت نہیں پڑی جبکہ خود جامعہ کے بانیان اور اساتذہ مضمون نگار کے نفی کا انکار کر رہے ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

8- مضمون نگار کا کہنا ہے کہ: "تیسرا انحراف: سلفی آثار کا متعصب انتخاب یہ گروہ سلف کے صرف وہ آثار واقوال نقل کرتا ہے جو سختی، شدت یا غلظت پر مبنی ہوں، اور وہ بھی بغیر اس کے سیاق وسباق، سماجی ماحول، اور دعوتی حکمت کے لحاظ کے۔ سلف کے ان آثار کو جو

حلم، مدارات، موعظت حسنہ، اور صبر پر مبنی ہیں، یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، ایسے اقوال جو کسی زندیق یا فاجر بادشاہ کے بارے میں ہوں، ان کو ہندوستان جیسے پیچیدہ اور قانونی دائرے میں رہنے والے سوسائٹی پر لاگو کرنا علمی دیانت کے سراسر خلاف ہے۔ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"ليس كل ما نُقل عن السلف يُطبَّق في كل زمان ومكان، فإن لكل حالٍ أحكاماً تختلف باختلاف المقاصد والظروف"

اس اقتباس میں مضمون نگار نے شعوری یالاشعوری طور پر سو فیصد زیادتی کی ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے جو اشکالات ہم نے پیش کئے اور ان اشکالات کے ضمن میں ہم سلف صالحین سے جو آثار نقل کئے ہم نے چن چن کر ایسے آثار نقل کئے جو سختی شدت یا غلظت پر مبنی ہوں، جب کہ میں پوری وثوق اور ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مضمون نگار کی اس بات کو جھوٹ سے تعبیر نہ کیا جائے تو کم از کم اخوالکذب تدلیس سے ضرور تعبیر کیا جاسکتا ہے، کیونکہ مضمون نگار کا دعویٰ کھوکھلا اور بلا دلیل ہے، یہ دعوی اس وقت درست ہوتا جب مضمون نگار اہل بدعت سے علم حاصل کرنے اور اور اہل بدعت کی کتابوں کو پڑھنے کے جواز میں سلف صالحین کے بعض آثار واقوال نقل کر دیتے، پھر یہ کہا جاسکتا تھا کہ ہم نے اپنے مضمون میں سخت وشدید اقوال وآثار کا انتخاب کیا ہے، معلوم یہ ہوا کہ مضمون نگار اعتدال کے نام پر ایک ادارے کے دفاع میں جھوٹ وتدلیس اور الزام تراشی سے بھی گریز نہیں کرتے

آپ ہی اپنے ذرا جور وستم کو دیکھیں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

یہ قرض مضمون نگار کے ذمہ رہے گا کہ وہ مذکورہ بالا دونوں مسئلہ میں سلف صالحین سے جواز کے اقوال نقل کر کے مجھے غلط اور خود کو صحیح اور حق پر ثابت کر دیں۔

مضمون نگار نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جو قول نقل کیا ہے اسی الفاظ کے ساتھ کافی تلاش کے باوجود شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں میں نہیں ملا، ممکن ہے مضمون نگار کے پاس شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کوئی ایسی کتاب ہو جس تک ہماری رسائی اب تک نہ ہوئی ہو، اس لئے مضمون نگار سے مؤدبانہ اپیل و گذارش ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا قول کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں یا عربی عبارت حوالہ کے ساتھ پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

تاہم اس قسم کی گفتگو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "الفتاوی الکبری" (6/ 77-104) میں الوجه الثالث عشر کے تحت کی ہے، 27 صفحات کی اس پوری بحث سے وہ خلاصہ یا قاعدہ سمجھ میں نہیں آتا جس کی نسبت مضمون نگار نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی جانب کی ہے، ہمیں اپنی علمی کم مائیگی اور کوتاہ فہمی کا اعتراف ہے، امید ہے اس قول کے سلسلے میں مضمون نگار ہماری ضرور مدد کریں گے.

9- مضمون نگار کا کہنا ہے کہ "یہ متشدد مزاج جب برصغیر جیسے علاقے میں نافذ کیا جاتا ہے تو وہ سلفیت کی اصل دعوت ـــ یعنی توازن، علم، حکمت اور صبر ـــ کو شدید نقصان پہنچاتا ہے"۔

اس کا تفصیلی جواب 2 نمبر کے تحت گذر چکا ہے، ہم پھر اختصار کے ساتھ یہی کہیں گے کہ جو باتیں ہم نے نقل کی اس پر تمام سلف صالحین متفق ہیں، اور ہم نے ان سے من و عن نقل کی ہیں.... **اگر مضمون نگار کو سلف صالحین کے یہ آثار تشدد مزاجی پر مشتمل معلوم ہوتے ہیں تو پھر مضمون نگار کو اپنا علمی علاج کرنا چاہئے، کیونکہ مضمون نگار میں پڑوس ملک کے ڈاکٹر زبیر اسراری کی جھلک لگ رہی ہے، جنہوں نے چند سال قبل انہی اقوال کو دیکھتے ہوئے، ملت اسلامیہ کے عظیم ائمہ: حسن بصری، فضیل بن عیاض، امام لالکائی اور امام بربہاری رحمہم اللہ کو متشدد گردانا تھا، جس پر میں نے اس وقت مسلسل رد کیا تھا.**

اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ اس باب میں ڈاکٹر زبیر کے مشمولات وافکار اور آراء سے جامعہ دار السلام عمرآباد کے ایک مشہور فارغ اتنے متاثر ہیں کہ وہ ان کے اس قسم کے مضامین اپنے فیس بک پیج پر نشر کرنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے... الامان والحفیظ.

10- "بدعت کی مخالفت ضرور ہونی چاہیے، مگر اہلِ بدعت کے ساتھ تعامل میں حکمت، درجات کی رعایت، اور دعوتی نرمی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابن عبد البر، نووی،

ابن تیمیہ، ابن باز، اور دیگر اکابر اہلِ علم نے امت کے انحرافات کے باوجود لوگوں کو حکمت و بصیرت سے سمجھایا، اور یہی سلفی منہج ہے".

یہ اقتباس امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے مشہور قول: كلمة حق أريد بها الباطل کی سراپا تعبیر ہے، اس امر کا کوئی منکر نہیں، لیکن جس سیاق میں بات کہی گئی ہے وہ سیاق اس امر سے میل نہیں کھاتا، کیونکہ اہل بدعت کے ساتھ تعامل میں حکمت، زمان و مکان کی رعایت، مصالح و مفاسد کا خیال اور دعوت میں نرمی اختیار کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اہل بدعت سے علم حاصل کرنے کو جائز قرار دے دیں، اہل بدعت کے ائمہ ضلال کی کتابوں کو پڑھنے کے جواز کا فتوی دیں، دونوں باتیں بالکل الگ ہیں، جن ائمہ نے یہ بات کہی ہے ان جیسے ہی اور ان سے ماقبل کے ائمہ نے اہل بدعت سے علم حاصل کرنے اور ان کی کتابوں کو پڑھنے سے منع کیا ہے اور اس پر اتفاق واجماع بھی نقل کیا ہے..

چنانچہ یہاں مضمون نگار خلط مبحث کا شکار ہو گئے.

مضمون نگار نے جن ائمہ کا نام پیش کیا ہے، ہم اہل بدعت کی مجالست، اور ان کی قربت اور ان سے استفادے کے سلسلے میں ان کے اقوال آپ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو مضمون نگار کے مبلغ علم و فہم کا اندازہ ہو، اور آپ یہ جان سکیں کہ اعتدال کے نام پر کیا کچھ گل کھلایا جاتا ہے، حق کو باطل اور باطل کو حق باور کرایا جاتا ہے.

(۱) چنانچہ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((والذي عندي أن من خشي من مجالسته ومكالمته الضرر في الدين أو في الدنيا والزيادة في العداوة والبغضاء فهجرانه والبعد عنه خير من قربه لأنه يحفظ عليك زلاتك ويماريك في صوابك ولا تسلم من سوء عاقبة خلطته ورب صرم جميل خير من مخالطة مؤذية)).

میرا ماننا یہ ہے کہ جس کی ہم نشینی سے، اور اس سے گفتگو اور بات چین کرنے سے دین و دنیا کا نقصان ہو دشمنی اور بغض وعداوت میں اضافے کا سبب ہو اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔ [الاستذکار(290/8)]

اور سلف صالحین کا اتفاق ہے کہ بدعتی کی مجالست اور کم نشینی میں انسان کی عاقبت بھی خراب ہوتی ہے اور دنیا میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے.

(۲) امام نووی عبد اللہ بن مغفل رضی سے مروی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((فيه هجران أهل البدع والفسوق ومنابذي السنة مع العلم وأنه يجوز هجرانه دائما والنهي عن الهجران فوق ثلاثة أيام إنما هو فيمن هجر لحظ نفسه ومعايش الدنيا وأما أهل البدع ونحوهم فهجرانهم دائما وهذا الحديث مما يؤيده مع نظائر له كحديث كعب بن مالك وغيره)).

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل بدعت، فاسق و فاجر اور منکرین سنت سے قطع تعلقی کرنا درست ہے، اور ان سے ہمیشگی کیلئے دوری بنانا بھی جائز ہے، تین دن سے زیادہ قطع تعلقی اس وقت حرام ہے جب ایک مسلمان اپنی ذات اور دنیوی امور کیلئے کسی دوری اختیار کرے، تاہم اہل بدعت سے تو ہمیشہ دوری اختیار کی جائے گی. - [شرح صحیح مسلم (13/ 106)]

(۳) شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قرامطہ، باطنیہ اور اتحادی وغیرہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

((ويجب عقوبة كل من انتسب إليهم, أو ذب عنهم, أوأثنى عليهم, أو عظم كتبهم, أو عرف بمساعدتهم ومعاونتهما، أو كره الكلام فيهم, أو أخذ يعتذر لهم بأن هذا الكلام لا يدري ما هو؟, أو قال: إنه صنف هذا الكتاب؟ وأمثال هذه المعاذير, التي لا يقولها إلا جاهل, أو منافق, بل تجب عقوبة كل من عرف حالهم, ولم يعاون على القيام عليهم, فإن القيام على هؤلاء من أعظم الواجبات، لأنهم أفسدوا العقول والأديان على خلق من المشايخ والعلماء, والملوك والأمراء, وهم يسعون في الأرض فسادا, ويصدون عن سبيل الله)).

اہل بدعت کی طرف جو اپنی نسبت کرے، یا ان کا دفاع کرے، یا ان کی تعریف و ثنا بیان کرے، یا ان کی کتابوں کی عظمت بیان کرے، یا ان کی نصرت و مدد کرے، یا ان بدعتیوں کے سلسلے میں کلام اور ان سے تحذیر کو ناپسند کرے، یا ان کیلئے عذر پیش کرے کہ یہ بات اسے

پتہ نہیں رہی ہوگی وغیرہ، یا کہے کہ اس نے فلاں کتاب تصنیف کی ہے، اس قسم کا عذر بدعتیوں کیلئے وہی پیش کر سکتا ہے جو یا تو جاہل ہوگا یا منافق، ایسے تمام لوگوں کو سزا دینا واجب ہے، بلکہ انہیں بھی سزا دینا واجب ہے جو ان بدعتیوں کے بارے میں جانتا ہو لیکن اس کے خاتمہ کی کوشش میں تعاون نہ کرتا ہو، ان بدعتیوں کا خاتمہ واجب ہے، کیوں کہ ان لوگوں نے بہت سے مشائخ، علما، بادشاہ، امرا کی عقل اور دین کو بگاڑ کر رکھا دیا، یہ زمین پر فساد مچاتے ہیں، لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں))۔[مجموع الفتاوی[(132/2)].

(٤) شیخ بکر ابو زید رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس قول پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:

((فرحم الله شيخ الإسلام ابن تيمية وسقاه من سلسبيل الجنة(آمين)، فإن هذا الكلام في غاية من الدقة والأهمية, وهو وإن كان في خصوص مظاهرة (الاتحادية) لكنه ينتظم جميع المبتدعة, فكل من ظاهر مبتدعا, فعظمه, أو عظم كتبه, ونشرها بين المسلمين, ونفخ به وبها, وأشاع ما فيها من بدع وضلال, ولم يكشفه فيما لديه من زيغ واختلال في الاعتقاد, إن من فعل ذلك فهو مفرط في أمره, واجب قطع شره, لئلا يتعدى على المسلمين, وقد ابتلينا بهذا الزمان بأقوام على هذا المنوال, يعظمون المبتدعة, وينشرون مقالاتهم, ولا يحذرون من سقطاتهم, وما هو عليه من الضلال, فاحذروا أبا الجهل المبتدع هذا, نعوذ بالله من الشقاء وأهله)).

اللہ رب العالمین شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر رحم فرمائے اور انہیں جنت کی نہر سلسبیل سے سیراب فرمائے، شیخ الاسلام کا یہ کلام گرچہ اتحادیہ وغیرہ کے بارے میں ہے لیکن یہ بات تمام بدعتیوں پر منطبق ہوتی ہے، چنانچہ جو شخص بدعتیوں کی مدد کرے، اس کی تعظیم کرے، یا بدعتیوں کی کتابوں کی عظمت وفضیلت بیان کرے، اوران کی کتابوں کو مسلمانوں کے درمیان نشر کرے، اوران کتابوں کو اوران کے بدعتی مؤلفین کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کرے اوران کی تعریف میں رطب اللسان رہے، ان کتابوں میں موجود بدعات وضلالات کی ترویج کرے، ان کی گمراہیوں اوران کے باطل افکار ونظریات کا رد نہ کرے، جو ان امور میں ملوث پایا جائے وہ متعدی اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے، ایسے لوگوں کے شر کو روکنا واجب ہے تاکہ دوسرے مسلمان اس شر سے محفوظ رہیں، ہمارے زمانے میں کچھ لوگ اسی نہج پر چل رہے ہیں جو ہمارے لئے آزمائش بنے ہوئے ہیں، چنانچہ وہ بدعتیوں کی تعظیم کرتے ہیں، ان کے مقالات ومضامین نشر کرتے ہیں، ان بدعتیوں کی گمراہی اور باطل عقیدے سے لوگوں کو ڈراتے نہیں اور نہ ہی خبردار کرتے ہیں، ایسے ابوجہل بدعتی سے بچ کر رہو، ہم بدبختوں کی بدبختی سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔　　[هجر المبتدع (ص:60)]

اگر مضمون نگار کی تحریر کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ بکر ابوزید رحمہ اللہ کے کلام پر منطبق کیا جائے تو وہ اس سزا کے سو فیصد مستحق ہیں، ممکن ہے قارئین مجھے بے انصافی اور ظلم کا طعنہ دیں گے، لیکن میں مضمون نگار کا کلام آپ کی خدمت میں پیش کرتا

ہوں، آپ اسے پڑھیں اور پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ بکر ابو زید رحمہما کے قول کی روشنی میں مضمون نگار کا حکم طے کریں، مضمون نگار فرماتے ہیں:

(("بعض اہلِ فکر و نظر کی طرف سے یہ سوال یا اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ مولانا مودودیؒ، سید قطبؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ، حسن البناؒ جیسے مفکرین کی کتابوں کو پڑھنا، یا انہیں اپنی لائبریری میں رکھنا، کیا سلفیت اور غیر سلفیت کے درمیان امتیاز کی علامت یا حدِ فاصل بن سکتا ہے؟

یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ نہیں! کیونکہ محض ان کی کتب کا مطالعہ یا ان کی علمی خدمات کا اعتراف، کسی بھی طالب علم یا عالم کو سلفی منہج سے خارج نہیں کر دیتا۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ ان بزرگوں کی بعض فکری آراء سلفی منہج سے انحراف پر مبنی رہی ہیں، اور اس پر اہلِ علم نے سلفی منہج کے مطابق علمی تنقید کی ہے۔

علمی نقد اور انتفاع میں فرق:

ان حضرات نے اپنے وقت میں ارتداد، لادینیت، کمیونزم، اور سوشلسٹ افکار کے خلاف مسلم عوام کی دینی حفاظت کی، اور ان کی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔ لیکن ان کی فکری لغزشیں بھی مسلم ہیں، جن پر سلفی علماء نے تنقید کی، اور اس کی ضرورت بھی تھی۔ اگر ان کے متبعین ان آراء سے رجوع کرتے، یا بیزاری ظاہر کرتے تو بہتر ہوتا، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ تاہم،

اصل نکتہ یہ ہے کہ کیا محض ان کتابوں کا پڑھنا یا ان سے علمی استفادہ کرنا، کسی شخص کو غیر سلفی بنا دیتا ہے؟

یقیناً نہیں۔ خاص طور پر وہ طلباء جو علمِ عقیدہ، فقہ، اصول وغیرہ کی بنیاد سے لیس ہوں، ان کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ ان آراء پر علمی نقد کر سکیں، عوام کو ان سے بچا سکیں، اور دورانِ نقد انصاف، احترام اور توازن کو باقی رکھ سکیں"))

مضمون نگار اپنے اس طویل اقتباس میں دور حاضر کے ائمہ ضلالات و گمراہی، باطل افکار و نظریات کے ہمنوا جیسے: مولانا مودودی، سید قطب، حسن البنا اور امین احسن اصلاحی کے علم و فضل کا اعتراف کرنے کے ساتھ دل و جان سے اس کے قائل ہیں بلکہ پورے شد و مد کے ساتھ دور حاضر کے بدعتیوں کے ان آئیکون اور ائمہ کی کتابوں کو پڑھنے کی دعوت بھی دے رہے ہیں.....

اسی قسم کے لوگوں پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور بکر ابو زید رحمہا اللہ کا متذکرہ بالا قول فٹ آتا ہے..

لیکن میں کہوں گا کہ مضمون نگار متقدمین سلف صالحین جیسے: امام احمد، بخاری، دارمی، آجری، لالکائی، بربہاری، صابونی، قوام السنہ الاصبہانی، ابن تیمیہ اور ابن القیم رحمہم اللہ جیسے اساطین سلفیت کی کتابوں کو بغرض استفادہ پڑھیں، جس زمانے میں، اور جہاں، اور جن

حالات میں وہ کتابیں لکھی گئیں اس پر غور و فکر کریں، اور جن کو مخاطب کیا گیا ان کی قوت و قدرت اور سطوت کا بھی دھیان رکھیں پھر اسرار شہنشاہی کے دروازے واہوں گے اور معلوم ہوگا کہ بدعت کی سنگینی و خطرناکی کفر و شرک سے بدتر ہے..

بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بکر ابو زید رحمہما اللہ کے اقوال کو جامعہ دار السلام عمر آباد کے مجلہ "راہ اعتدال" پر بھی سو فیصد منطبق ہوتی ہے، کیونکہ وہ اپنے مجلہ میں گمراہ کن افکار و نظریات کے حاملین کے مقالات و مضامین بھی نشر کرتے ہیں، نیز ان کے باطل عقائد و افکار پر کھل کر وضاحت کے ساتھ تنبیہ بھی نہیں کرتے، بلکہ اشارتا بھی تنبیہ نہیں کرتے.

اگر سلف صالحین کے آثار و اقوال کو دیکھیں تو اس کے مطابق اس قسم کا تصرف اعتدال تو کجا بلکہ مسلمانوں کو غش و خداع دینے کے مترادف ہے.

(۵) نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((والداعي إلى البدعة مستحق العقوبة باتفاق المسلمين, وعقوبته تكون تارة بالقتل, وتارة بما دونه, ولو قدر أنه لا يستحق العقوبة أو لا يمكن عقوبته, فلا بد من بيان بدعته والتحذير منها, فإن هذا من جملة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر الذي أمر الله به ورسوله)).

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بدعت وضلالت کا داعی سزا کا مستحق ہے، کبھی اسے قتل کی صورت میں سزا دی جاسکتی ہے، اور کبھی قتل کے علاوہ دیگر سزا، جس طرح جہم بن صفوان، جعد بن درہم اور غیلان القدری وغیرہ کو قتل کیا گیا، اور مان لیا جائے کہ اگر اہل سنت انہیں سزا نہ دے سکیں تو کم از کم ان کی بدعت وضلالت کو بیان کرنا اور اس سے تحذیر کرنا ضروری ہے، کیوں کہ یہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر داخل ہے))۔-[الفتاوی الکبری (194/4)]

(٦) ایک مقام پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((ومن كان محسنا للظن بهم - وادعى أنه لم يعرف حالهم - عرف حالهم فإن لم يباينهم ويظهر لهم الإنكار وإلا ألحق بهم وجعل منهم)).

جو ان بدعتیوں کے ساتھ حسن ظن رکھے اور دعویٰ کرے کہ مجھے ان کے حالات نہیں معلوم ہیں تو ایسے شخص کو ان بدعتیوں کے باطل افکار و نظریات سے آگاہ کیا جائے، اگر اس کے باوجود وہ ان بدعتیوں سے دوری اختیار نہیں کرتا اور نہ ہی ان پر رد کرتا ہے تو اس کو بھی بدعتی شمار کیا جائے گا۔-[مجموع الفتاوی (133/2)]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس قول کا انطباق ادارے یا شخصیات پر کرنے ڈر بھی لگ رہا ہے کہ کہیں کل کلاں کو سیاق وسباق سے بات کاٹ کر میرے بارے میں یہ نہ کہنے لگیں کہ میں نے انہیں بدعتی قرار دیا ہے۔

یہ باتیں میری اپنی نہیں، بلکہ ان ائمہ و مجتہدین و علما کی ہیں جن کے علم و تقوی فضل زہد اور سلفیت پر اپنے تو اپنے غیر بھی اعتماد کرتے ہیں۔

(۷) مزید شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وهذا حقيقة قول من قال من السلف والأئمة: إن الدعاة إلى البدع لا تقبل شهادتهم ولا يصلى خلفهم ولا يؤخذ عنهم العلم ولا يناكحون، فهذه عقوبة لهم حتى ينتهوا))

ائمہ سلف صالحین نے کہا ہے کہ: بدعت کے دعاۃ و پر چارک کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے گی، اور نہ ہی ان سے علم حاصل کیا جائے گا، اور نہ ہی ان سے شادی بیاہ رچایا جائے گا، جب تک وہ اپنی بدعتوں سے اور بدعت کی نشر و اشاعت سے باز نہ آئیں، ان کی یہی سزا ہے۔-[مجموع الفتاوی(205/28)]

(۸) شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: جو شخص اہل بدعت کی تعریف کرتا ہے کیا اسے بھی بدعتی مانا جائے گا؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے جوابا فرمایا: ((نعم ما فيه شك من أثنى عليهم ومدحهم هو داع إليهم، هو من دعاتهم نسأل الله العافية)).

جو شخص اہل بدعت کی تعریف ان کی ثناخوانی کرے وہ ان بدعتیوں کا داعی ہے، یقیناً اسے بھی بدعتی شمار کیا جائے گا.

https://youtu.be/rlDfz1uCUfo?feature=shared

اہل بدعت کی کتابوں کو پڑھنے اور ان سے علم لینے کی ممانعت کے سلسلے میں یہ تو ان اہل علم کے اقوال ہوئے جن کی آڑ میں مضمون نگار اپنی کج کلاہی کا مظاہرہ فرمارہے تھے، ذیل میں مزید اقوال ملاحظہ فرمالیں تاکہ دل کے کسی گوشے میں کسی قسم کا تردد یا اس کا اثر رہ گیا ہو تو اللہ کے رحم و کرم سے وہ بھی دور ہو جائے:

(۹) مروذی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہا کہ:

((استعرت كتابا فيه أشياء رديئة، ترى أن أخرقه أو أحرقه؟ قال: نعم، قال المروذي: قال أبو عبد الله: يضعون البدع في كتبهم، إنما أحذِّر عنها أشد التحذير)).

ترجمہ: میں نے ایک کتاب عاریتاً لی ہے، جس میں کچھ شریعت مخالف چیزیں ہیں، کیا میں اس کتاب کو پھاڑ دوں یا جلا دوں؟، تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں بالکل اسے جلا دو یا پھاڑ دو، کیوں کہ اہل بدعت اپنی کتابوں میں بدعت داخل کر دیتے ہیں، میں اس قسم کی کتابوں سے سختی سے منع کرتا ہوں.-[هداية الأريب الأمجد(ص:38)].

(۱۰) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إياك والخوض فيه والنظر في كتبهم بحال)).

اہل بدعت کی کتابوں کو پڑھنے اور اسے مطالعہ کرنے سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے.-[الفتاوی الکبری(561/6)].

(۱۱)امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ سے حارث محاسبی کی کتابوں کے متعلق دریافت کیا گیا: امام ابو زرعہ نے فرمایا: یہ بدعت و گمراہی کی کتابیں ہیں، ان سے دور رہو، کتاب وسنت اور آثار سلف سے تمسک اختیار کرو، وہی تمہارے لئے کافی ہے.

سائل نے کہا: حارث محاسبی کی کتابوں میں عبرت ونصیحت ہے(یعنی فوائد ہیں)..

امام ابو زرعہ نے فرمایا: جو کتاب اللہ سے عبرت و نصیحت حاصل نہ کر سکے اسے کہیں اور نہیں حاصل ہو سکتی.

کیا تمہیں نہیں پتا کہ امام مالک، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی اور ان جیسے دیگر اساطین علم نے اس قسم کی کتابوں کو خطرات ووساوس پیدا کرنے والی کتاب قرار دیا ہے، ان کتابوں کے مؤلفین نے اہل علم کی مخالفت کی. پھر فرمایا: لوگ کس قدر جلدی بدعت قبول کر لیتے ہیں؟.		[تاریخ بغداد(211/8)]

(۱۲)امام ذہبی رحمہ اللہ امام ابو زرعہ رحمہ کے مذکورہ کلام پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج کے زمانے میں تو حارث محاسبی جیسا ملنا بھی مشکل ہے،(حارث محاسبی معتزلہ اور روافض کے رد میں کافی کتابیں لکھی ہیں، جب کہ مولانا مودودی نے روافض و معتزلہ کی تائید میں کتابیں لکھی ہیں، قارئین: فرق کو سمجھیں) اگر ابو زرعہ ابو طالب المکی، ابن جهضم اور سلمی وغیرہ کتابیں دیکھ لیتے تو ان کی عقل جواب دے جاتی۔ [میزان الاعتدال(431/1)].

(۱۳) امام ذہبی رحمہ اللہ کے کلام پر تعلیق لگاتے ہوئے شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ رب العالمین امام ذہبی پر رحمتیں نازل فرمائے، اگر امام ذہبی مولانا مودودی، سید قطب اور یوسف قرضاوی وغیرہم کی کتابوں میں باطل عقائد و نظریات کی ترویج، راہ حق سے انحراف، بدعت اور اہل بدعت کا دفاع اور ان کی نصرت و تائید، بعض انبیاء اور صحابہ کرام پر سب و شتم، وحدت الوجود، صوفیت، اعتزال، خارجیت، تکفیر اور دیگر گمراہیاں دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟۔ [منهج أهل السنة والجماعة فى نقد الكتب والرجال والطوائف (ص:135-136)].

قارئین کرام غور فرمائیں کہ:

امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کے قول کا انطباق امام ذہبی پانچ سو سال بعد اپنے زمانے یا اپنے سے ماقبل زمانے کے بدعتیوں اور ان کی کتابوں پر کر رہے ہیں، اور امام ذہبی رحمہ اللہ

کے سات سو سال کے بعد شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ اپنے زمانے کے بدعتیوں پر امام ابو زرعہ اور اماذہبی رحمہا اللہ کا قول منطبق کر رہے ہیں...

اب آپ قارئین مذکورہ بالا تمام اقوال کی روشنی میں جامعہ دار السلام عمرآباد کے مطالعاتی نصاب اور وہاں سے نکلنے والا مجلہ "راہ اعتدال" دور حاضر کے ائمہ بدعت و ضلات کے مقالات و مضامین کی نشریات پر اسے منطبق کر لیں آپ کے سامنے حقیقت واضح ہو جائے گی.

11- مضمون نگار نے اپنا ذاتی تجربہ شئر کیا ہے، چونکہ مضمون نگار اس مقام پر نہیں کہ ان کے ذاتی تجربہ کا تحلیل و تجزیہ کیا جائے اس لئے ہم اسے معدوم سمجھ کر صرف نظر کرتے ہیں.

نیز ہمارے دکتور عاصم خان حفظہ اللہ نے ان کے ذاتی تجربہ کا بہترین جواب دیا ہے، فجزاہ اللہ خیرا.

12- مضمون نگار کہتے ہیں: "اسی بنیاد پر جامعہ دار السلام پر تہمت باندھنا کہ وہاں ان مفکرین کے افکار کی ترویج کی جاتی ہے، نہایت جھوٹا اور افتراء پر مبنی الزام ہے، جو حضرات جامعہ دار السلام پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہاں ان شخصیات کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں یا ان کے افکار پھیلائے جا رہے ہیں، وہ دراصل غلو کا شکار ہیں".

اس سے قبل میرے سابقہ مضمون میں اور اس مضمون میں بھی یہ بات آچکی ہے کہ جامعہ دار السلام عمر آباد نے دور حاضر کے ائمہ بدعت وضلالت اور گمراہی کے آئیکون کی کتابیں مطالعہ کے نصاب میں مقرر کر رکھی ہیں، نیز جامعہ دار السلام عمر آباد کے مجلہ "راہ اعتدال" میں بھی ان بدعتیوں کے مقالات و مضامین کو پابندی سے جگہ ملتی رہتی ہے، نہ مضمون ومقالات کے ابتدامیں براءت ذمہ کے طور پر ہی صحیح ان کے باطل عقائد وافکار پر تنبیہ کی جاتی ہے، اور نہ ہی ان سے تحذیر کی جاتی ہے، یہ اہل بدعت اور ان کے افکار و نظریات کی ترویج واشاعت نہیں تو اور کیا ہے؟

یہی بات تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور بکر ابوزید رحمہا اللہ نے کہی ہے.

آپ قارئین پھر سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول اور اس پر شیخ بکر ابوزید رحمہ کی تعلیق کو یاد کریں یا اسکرول کرکے اوپر جاکر دوبارہ پڑھیں اور پھر اس کی روشنی میں اس قضیہ کو سمجھنے کی کوشش کریں، تمام گرہیں کھلتی چلی جائیں گی اور گتھیاں سلجھتی چلی جائیں گی ان شاء اللہ.

13- مضمون نگار کا کہنا ہے: "لہٰذا شدید ضرورت ہے کہ ہم سلفیت کو تنگ دائرے میں قید نہ کریں، نہ اسے کسی خاص مزاج یا گروہ کی جاگیر سمجھیں، بلکہ وسعتِ علمی، حکمتِ دعوت، اعتدالِ فکری، اور رواداری کو اپنا شعار بنائیں—— جیسا کہ ہمیں مدینہ منورہ میں سلفی اکابرین سے سیکھنے کو ملا".

بالکل یہی بات سب کہتے ہیں، اور یہی حقیقت بھی ہے، کیونکہ سلفیت ہی اسلام ہے اور اسلام ہی سلفیت ہے جہاں ہر چیز ایک نپے تلے معیار سے شریعت نے مقرر کی ہے، اور وہی وسعت کہلاتی ہے، یہ نہیں کہ ہمارا مزاج جسے وسعت سمجھے وہ وسعت ہے اور جسے تنگی سمجھے وہ تنگی ہے، اسلام نے اہل بدعت کے سلسلہ میں جو موقف اپنایا ہے اور جسے سلف صالحین نے برتا ہے وہی وسعت کی دلیل ہے، ہمارا ذوق ومزاج وسعت وتنگی کا معیار نہیں، اس لئے مضمون نگار کو یہاں ٹھہر کر سوچنا چاہیے کہ کہیں وہ سلفیت کو جامعہ دار السلام عمرآباد کے نظریہ سے تو نہیں دیکھ رہا؟

کیونکہ سلفیت اتنا ہی قدیم ہے جتنا دین اسلام، اور سلفیت کو دیکھنے سمجھنے اور پرکھنے کا پیمانہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کا فہم ہے، کوئی ادارہ، یا شخصیات یا علاقہ وملک نہیں...!

مضمون نگار کی پوری تحریر میں کوئی بھی بات سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں نظر نہیں آئی، انہوں نے سلفی علماء کرام کا نام تو لیا لیکن ان کے اقوال ومناہج کو ذکر نہیں کیا، بلکہ سلف صالحین کے متفق علیہ منہج کو اپنی تحریر کے ہر سطر کے ہر لفظ کو مشکوک بنانے کی کوشش کرتے نظر آئے..

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ انہیں سلفی رواداری سیکھنے کا موقع مدینہ منورہ میں ملا، میں اپنے سابقہ مضمون میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ، اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کا قول نقل کیا تھا، اور اس مضمون میں شیخ ابن باز اور شیخ بکر ابو زید رحمہا اللہ کا قول نقل کیا ہوں، اور یہی منہج

شیخ صالح السحیمی، شیخ ربیع المدخلی، شیخ سلیمان الرحیلی، شیخ عبد السلام السحیمی، شیخ عبد الرزاق البدر، شیخ صالح السندي اور دیگر سلفی مشایخ عظام حفظهم الله جمیعا کا ہے، اور یہ علماء کرام مدینہ طیبہ کے معروف اور چوٹی کے سلفی علما سمجھے جاتے ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی کبھی وہ منہج نہیں بتایا جو مضمون نگار بتانا چاہ رہے ہیں اور جسے راہ اعتدال باور کرانا چاہتے ہیں.

كل يدعي وصلا بليلى

وليلى لا تقر بذاكا

خوف طوالت میں ان اہل علم کے اقوال نقل کرنے سے گریز کر رہا ہوں.

مضمون ختم کرنے سے قبل مسک الختام کی حیثیت سے چند ہندوستانی اہل حدیث علمائے کرام کے فتاوے مولانا مودودی کے بارے میں نقل کر دیتا ہوں تاکہ یہ طعنہ سننا نہ پڑے کہ ہندوستان کے ماحول میں عرب علمائے کرام کے فتاوے اور ان کی باتیں فٹ کرتے ہو:

(۱) علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سنت یہی ہے کہ روافض، خوارج، جہمیہ، قدریہ، مرجئہ، کرامیہ اور معتزلہ جیسے بدعتیوں اور گمراہ فرقوں کو چھوڑ کر ان سے دوری اختیار کی جائے، ان سے بحث ومناظرہ سے پرہیز کیا جائے، نہ ان کی کتابوں کو پڑھا جائے اور نہ ہی ان کی باتوں کو سنا جائے... [قطف الثمر (ص:144)]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: بدعت وگمراہی کے دعاۃ سے دوری اختیار کرنا اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے.[قطف الثمر(ص:140)]

مولانا مودودی اور وحید الدین خان جن میں مذکورہ تمام گمراہ فرقوں کی بدعتیں جمع ہوں، بلکہ مزید نت نئی بدعتیں اور گمراہیاں موجود ہوں ان کے بارے میں نواب صاحب رحمہ اللہ کی کیا رائے ہوتی؟

(۲)مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے مولانا مودودی کے لٹریچر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے تقریبا اس کے جواب میں سولہ صفحات پر مشتمل جواب لکھا، اور فرمایا:

((تحقیقِ مذکور سے حق واضح ہو گیا ہے کہ لٹریچر مذکور غلط ہے باطل ہے، ان میں داخل ہونا دوزخ میں دیدہ ودانستہ داخل ہونا ہے))۔ [فتاویٰ ثنائیہ (جلد 1، ص: 317-333)]

(۳)مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے مولانا مودودی کی جماعت پر "بدعت" اور ان کے افکار ونظریات پر "الحاد" کا حکم لگایا ہے، چنانچہ مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے مولانا داود راز رحمہ اللہ کی کتاب "تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث" میں "پیش لفظ" تحریر کیا ہے جو صفحہ 6 سے شروع ہو کر صفحہ 23 پر ختم ہوتا ہے.

اس میں مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ شروع میں وہ خود جماعت اسلامی سے متاثر تھے، لیکن حدیث اور علم حدیث پڑھانے والے بعض اساتذہ کے سبب انہیں جماعت اسلامی کی تعلیمات گراں گذرنے لگیں، مولانا نے جماعت اسلامی کی تعلیمات برداشت کرنے کو "نفاق آمیز مداہنت" سے تعبیر کیا ہے، اور جماعت اسلامی کی تحریک کو "بدعی تحریک" قرار دیا ہے، نیز جو اہل حدیث حضرات جماعت اسلامی کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، ان کے تعاون کو" مداہنت "بتلایا ہے.

مالیر کوٹلہ کی مسجد اہل حدیث میں جسے امام رکھا گیا وہ جماعت اسلامی کا حامی نکلا، اس کے زیر اثر مسجد اور مسجد کے بعض اہل حدیث حضرات دھیرے دھیرے جماعت اسلامی کی گرفت میں جانے لگے، مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے ہندوستان کے اہل حدیث علمائے کرام کو اس سے آگاہ کیا، لیکن کوئی پیش رفت نہ ہوئی، اور بقول اسماعیل سلفی رحمہ اللہ: "امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے سوا ہمارے اکابر سے کسی کو کلمہ حق کہنے کی توفیق میسر نہ ہوئی"...

مزید مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ مولانا مودودی کے نظریات کو "ملحدانہ نظریات "قرار دیتے ہوئے گویا ہیں:

"میں مسلک کے معاملے میں دوستوں سے لڑنا چاہتا ہوں، اگر یہ حضرات پاکستان میں ہوتے، یا مجھے وہاں ان کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوتی تو میں ان کو بتاتا کہ

آپ حضرات کی مصلحت اندیشی یا کنبہ پروری جماعت کو کس مصیبت میں مبتلا کر دے گی، اور عند اللہ ان "ملحدانہ نظریات" کو گوارا کرنے کی آپ کون سی معذرت فرمائیں گے؟"

مزید آگے فرماتے ہیں:

"علمائے کرام........... کی ذمہ داری ہے کہ جماعت کو ان *ملحدانہ نظریات* سے بچائیں"

سطور بالا سے آپ قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ. جماعت اہل حدیث کے بڑے علمائے کرام مولانا مودودی اور ان کے نظریات کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے، لیکن کچھ سہولت کار کھڑے ہو کر مولانا مودودی کا دفاع اور ان سے استفادہ کرنے کا نعرہ لگاتے ہوئے اسی کو عین اہل حدیثیت و سلفیت ثابت کرنے پر تلے ہیں.

ایسے "سہولت کار" اور مداہنت پرستوں سے ہوشیار رہیں، ان کے نام کے سابقہ و لاحقہ سے متاثر نہ ہوں، ہر اہل حدیث کی طرف نسبت کرنے والوں پر اعتماد نہ کریں، بلکہ علمائے اہل حدیث کی کتابوں کو پڑھیں ان شاء اللہ آپ کے تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے گا.. واللہ هو الهادي الى سواء السبيل.